حافظِ قرآن کی فضیلت و عظمت

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ:
مرحبا اکیڈمی

سلسلہ اشاعت نمبر 86

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

حفظِ قرآن کا اعلیٰ اعزاز

حافظِ قرآن کی فضیلت و عظمت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 86

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: حافظِ قرآن کی فضیلت و عظمت

سلسلہ اشاعت: 86 بار اوّل

موکف: حافظ عبد الوحید الحنفیؔ اوڈھر وال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 56

قیمت: 80 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 11 رمضان المبارک 1444ھ 2 اپریل 2023ء بروز اتوار

ناشر: مرحبا اکیڈمی، بن حافظ جی، ضلع میانوالی 0302-5104304

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

☆☆☆☆☆

خدامِ اہلِ سُنّت میدانِ عمل میں

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ.....31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلؓ نبیؐ پر ہم قرباں
بوبکرؓ وعمرؓ، عثمانؓ وعلیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی
سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں
اسلام تو دین فطرت ہے، ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرّہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه
میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہرؔ بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰه پرچم حق لہرائیں گے

باب 1

حافظِ قرآن کی فضیلت و عظمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

حافظِ قرآن کا مقام قرآن کی روشنی میں

حافظِ قرآن اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا بندہ ہے

(۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔[1]

ترجمہ: "بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

حفاظت کی حقیقی ذمہ دار تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اسباب کے درجہ میں اللہ تعالیٰ نے حافظِ قرآن کو اس کام میں اپنا چنا ہوا بندہ بنایا ہے۔ اس لیے انہیں "حافظ" کہا جاتا ہے۔ تو گویا حفظِ قرآن کی سعادت خدا تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہے۔ اور سینے میں حفاظت کتاب کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط بھی ہے اور دیر پا بھی ہے۔ حتیٰ کہ جنت میں

---

[1] الحجر:۹۔

جانے کے بعد سینے میں قرآن محفوظ رہے گا۔ اور اہل جنت قرآن کی تلاوت کریں گے۔

حافظ کا سینہ امانتِ الٰہی کا خزینہ ہے

(۲) بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ [1]

ترجمہ: بلکہ یہ (قرآن) صاف آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ حفاظ کے سینے قرآن پاک کی حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ ظاہر ہے خدائی امانت جس شخص کے سینے میں ہو اس کے مقام کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

حافظِ قرآن اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا بندہ ہے

(۳) ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ [2]

ترجمہ: پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض

---

[1] الاحزاب:۴۹

[2] فاطر:۳۲

ان میں وہ ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔

یہ خدا کا بڑا فضل ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے قرآن مجید مراد ہے اور اس کے وارث حضور ﷺ کے امتی ہیں جن کے تین درجات ہیں:

- ا۔ ظالم: جو تلاوت کرتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا۔
- ۲۔ متوسط: جو تلاوت کرتا ہے اور عمل بھی۔
- ۳۔ سابق: جو تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔[1]

حافظِ قرآن کے لیے بلندی درجات کا وعدہ ہے

(۴) يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کو اور (ایمان والوں میں سے) ان لوگوں کو جن کو علم عطا ہوا ہے، بلند درجے عطا کرے گا۔

یہاں اہل علم سے مراد حفاظ اور قراء ہیں۔[3]

علماء کرام! خدا کا چنا ہوا بندہ، امانت الٰہی کا محافظ، سابق بالخیرات کا

---

[1] قرطبی: ۳۰۱/۱۴

[2] المجادلۃ: ۱۱

[3] قرطبی: ۲۵۳/۱۷

مصداق اور صاحبِ بلند درجات بننے کے لیے حفظِ قرآن کی دولت ضرور حاصل کیجیے۔

حافظِ قرآن کا مقام احادیث کی نظر میں

حافظِ قرآن سب سے معزز انسان

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَ اَصْحَابُ اللَّیْلِ۔[1]

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: حفاظِ قرآن اور تہجد گزار میری امت کا معزز طبقہ ہیں۔

حافظِ قرآن ۱۰ جہنمیوں کی سفارش کا حقدار

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْھَرَہٗ فَاَحَلَّ حَلَالَہٗ وَ حَرَّمَ حَرَامَہٗ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَ شَفَّعَہٗ فِیْ عَشَرَۃٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ کُلُّھُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَہُ النَّارُ۔[2]

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل

---

[1] مشکوٰۃ: ۱/۲۰۰

[2] ترمذی: ۲/۵۸۲

فرمائیں گے اور اس کے خاندان کے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائیں گے جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔

حافظِ قرآن کے والدین کا اعزاز

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَ عَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ، ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنيا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهَا۔[1]

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کی تاج پوشی ہو گی جس کی روشنی آفتاب سے بھی زیادہ ہو گی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔ اب سوچو اس شخص کا کیا مقام ہو گا جس نے خود قرآن پر عمل کیا ہو گا۔

حافظِ قرآن کی تعظیم اللہ کی تعظیم

(۴) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَ حَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَ الْجَافِيْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ[2]

ترجمہ: تین آدمیوں کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔ ایک

---

[1] ابوداؤد:۱/۲۱۴۔

[2] ابوداؤد:۱/۳۱۷

بوڑھا مسلمان، دوسرا حافظِ قرآن جو حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو (قرآن غلط نہ پڑھتا ہو اور غلط مطلب بیان نہ کرتا ہو) اور تلاوت سے دوری نہ اختیار کرر کھی ہو، اور تیسرا انصاف کرنے والا بادشاہ۔

حافظِ قرآن اللہ کا دوست

(۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ، فَمَنْ عَادَاھُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰہَ، وَمَنْ وَالَاھُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰہَ۔[1]

ترجمہ: قرآن کے (باعمل) حفاظ اللہ کے دوست ہیں! جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔

حافظِ قرآن قبر میں بھی محفوظ

(٦) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَاتَ حَامِلُ الْقُرْاٰنِ اَوْحَی اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ اَنْ لَا تَاْکُلِیْ لَحْمَہٗ قَالَتْ: اِلٰھِیْ! کَیْفَ اٰکُلُ لَحْمَہٗ وَکَلَامُکَ فِیْ جَوْفِہٖ۔[2]

ترجمہ: حافظِ قرآن جب فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو فرماتے ہیں: اس کے جسم کو کھانا نہیں۔ زمین کہتی ہے میں اسے کیسے کھا سکتی ہوں،

1 فضائل حفظ قرآن ص۲۹۔ بحوالہ المناوی ۳/۳۹۷۔
2 کنز العمال: ۱/۵۵۵

حالاں کہ اس کے اندر تو تیرا کلام ہے۔

حافظِ قرآن جنت کے درجات پر

(۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَارْقَ وَ رَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ اٰیَةٍ تَقْرَأُ بِهَا۔[1]

ترجمہ: قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا آیاتِ قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا جا اور درجاتِ جنت طے کرتا جا۔ تیرا مرتبہ و مقام وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔

حافظِ قرآن خانۂ خدا کا فرد

(۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ اَهْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ۔ قَالُوْا: مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰہِ وَ خَاصَّتُهٗ۔[2]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن والے۔ کہ وہ اللہ کے گھر کے لوگ اور اس کے خاص بندے ہیں۔

---

[1] ترمذی: ۵۸۴/۲۔
[2] ابن ماجہ: ۱۱۵

حافظِ قرآن خدا کے سائے میں

(۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَ حُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ، فَاِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مَعَ اَنْبِيَائِهٖ وَ اَصْفِيَائِهٖ۔[1]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو نبی ﷺ کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن مجید کا پڑھنا سکھاؤ۔ اس لیے کہ قرآن کے حفاظ کرام قیامت کے دن انبیاء اور اس کے برگزیدہ حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے، جس دن اللہ (کے عرش) کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔

حافظِ قرآن حساب و کتاب سے محفوظ

(۱۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ لَا يَنَالُهُمُ الْحِسَابُ، هُمْ عَلٰى كَثِيْبٍ مِّنْ مِّسْكٍ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ: رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَ اَمَّ بِهٖ قَوْماً وَ هُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ، وَ دَاعٍ يَدْعُوْ اِلَى الصَّلَوَاتِ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، وَ عَبْدٌ

[1] کنز العمال ۱۶/۴۵۶۔

اَحۡسَنَ فِیۡمَا بَیۡنَهٗ وَ بَیۡنَ رَبِّهٖ وَ فِیۡمَا بَیۡنَهٗ وَ بَیۡنَ مَوَالِیۡهِ۔[1]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں کو نہ قیامت کا خوف دامن گیر ہو گا اور نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا۔ جتنی دیر لوگ اپنے حساب کتاب سے فارغ نہ ہوں یہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔

ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن پڑھا اور امامت اس طرح کی ہو کہ مقتدی اس سے راضی رہے۔ اور دوسرا جو اللہ کی رضا کے لیے لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہو۔ اور تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی۔

حافظِ قرآن کا دشمن لعنت کا حقدار

(۱۱) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ حَامِلُ الۡقُرۡاٰنِ حَامِلُ رَایَةِ الۡاِسۡلَامِ، مَنۡ اَکۡرَمَهٗ فَقَدۡ اَکۡرَمَ اللّٰهَ وَ مَنۡ اَهَانَهٗ فَعَلَیۡهِ لَعۡنَةُ اللّٰهِ۔[2]

ترجمہ: حافظِ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے، جس نے اس کی عزت کی، اس نے اللہ کی عزت کی، جس نے اس کی توہین کی اس پر اللہ

[1] الترغیب والترہیب: ۲۲۹/۲
[2] فضائل حفظِ القرآن بحوالہ مسند فردوس ص ۷۳۔

کی لعنت ہے۔

حافظِ قرآن کی ذکر و دعا والوں سے زیادہ مقبولیت

(۱۲) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِیْ وَ مَسْأَلَتِیْ اَعْطَیْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ۔[1]

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس شخص کو قرآن مجید (کی تلاوت کی مشغولیت) نے ذکر اور دعا کا موقعہ نہ دیا، میں اسے (دیگر) مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔[2]

☆☆☆☆

مکمل حفظِ قرآن کا موقع نہ ہو تو؟

حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوفِهٖ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰن كَالْبَیْت الْخَرِب[3]

جس سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

---

[1] ترمذی: ۸۸۵/۲۔

[2] حوالہ: حفظ قرآن عالم بننے کے بعد۔ تالیف مفتی محمد فیصل رشید چنیوٹی

[3] ترمذی

قرآن سے خالی سینہ ہو تو اس پر شیطان کا تسلط زیادہ ہوتا ہے۔ اس روایت سے بھی حفظ کا حکم دیا جارہا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ کہنا تو ناممکن ہے کہ سب صحابہ حافظ قرآن تھے۔ لیکن یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ہر صحابی کسی نہ کسی درجے میں قرآن کی دولت سینوں میں محفوظ کرنے کے لیے کوشاں ضرور تھا۔ ہم بھی صحابہ کرامؓ کے نام لیوا ہیں۔ اس لیے سارا ممکن نہ ہو تو کچھ قرآن مجید تو ضرور بھی حفظ ہونا چاہیے۔ ذیل میں چند مقدار میں ذکر کی جارہی ہیں ۔ اپنی فرصت اور استعداد کو دیکھ کر انتخاب کر لیں اور ہر نماز میں نئی تلاوت کا مزہ پائیں:

1۔ آخری منزل یعنی سورۃ ق سے ختم قرآن تک۔

2۔ آخری پارہ مکمل اور مشہور سورتیں۔ مثلاً سورۃ الکہف سورۃ یسین، الرحمن، الواقعہ، الملک وغیرہ۔

3۔ ہر پارہ کے آسان اور مشہور مقامات۔ مثلاً الٓمٓ سے پہلا رکوع یا سَیَقُوْلُ سے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔ رکوع کے آخر تک اور تِلْكَ الرُّسُلُ میں سے لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ تک۔ مزید ہر پارہ سے آسان آسان مقامات کسی حافظ قرآن سے پوچھ لیے جائیں۔ ہمت شرط ہے۔ ان میں سے کسی ایک مقدار کو حفظ کرنے کے بعد دوسری اور پھر تیسری کا شوق پیدا کرتے جائیں۔ ان شاء اللہ کبھی تو حفاظ کی فہرست میں

شامل ہونے کا شوق پیدا ہو جائیگا۔ جی تو چاہتا ہے کہ اس مقام پر سورتوں کے بھی الگ الگ فضائل درج کر دیے جائیں لیکن طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لیے تین کتب کا صرف حوالہ ذکر کیا جارہا ہے تا کہ اہل علم بوقت ضرورت ان سے استفادہ کر سکیں:

- 1۔ فضائل حفاظ القرآن - حضرت قاری محمد طاہر رحیمی صاحبؒ۔
- 2۔ فضائل قرآن (فضائل اعمال) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ۔
- 3۔ فضائل قرآن۔ حافظ ابو العباس جعفر بن محمد مستغفریؒ۔

☆☆☆☆

قرآن پاک بھول جانے کے خوف سے حفظ نہ کرنا

بہت سے لوگ صرف اس وجہ سے حفظِ قرآن کی سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں کہ بعد میں بھول نہ جائے اور بھولنے کا گناہ اپنے سر نہ پڑ جائے۔ چناں چہ اس سلسلہ میں ایک حدیث مبارکہ بھی ہے:

مَا مِنْ اِمْرِءٍ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَجْذَمَ۔[1]

یعنی جو شخص قرآن مجید پڑھنے کے بعد بھول جائے تو قیامت کے دن

---

[1] مشکوٰۃ: ۱/۳۳۴۔ باب فضائل القرآن حدیث نمبر ۲۲۰۰۔

اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات کرے گا تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو گا۔

اجذم کا ایک معنیٰ "خیر سے محروم" اور ایک معنیٰ "غیر معذور" بھی کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت بھی صحیح ہے اور وعید بھی سخت ہے۔ البتہ اس کے مصداق کی تعیین قابلِ غور ہے۔ چناں چہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس کا مصداق وہ شخص ہے جو قرآن پڑھ کر اتنا بھلا دے کہ زبانی نہ پڑھ سکے۔ جب کہ احناف کے ہاں اس کا مصداق وہ شخص ہے جو دیکھ کر پڑھنے سے بھی عاجز آجائے۔ چناں چہ ملا علی قاریؒ اسی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ يَنسَاه أي بِالنَّظَرِ عِنْدَنَا و بِالْغَيْبِ عِنْدَ الشَّافِعِيِ ؒ۔"[1]

اور دوسری جگہ رقم طراز ہیں: وَالنِّسْيَانُ عِنْدَنَا أَن لَا يَقْدَر أَن يُقرَأُ بِالنَّظْرِ۔ كَذَا فِي شَرحِ شَرعَةِ الاِسْلَامِ۔ (۲۰۶/۵)

اسی روایت کی شرح میں علامہ بدر الدین عینیؒ شرح سنن ابی داوٗد میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ قِيْلَ: لَيْسَ اَلْمُرَادُ مَن يَحفّظ القُرْآنِ بِالْغَيْب

---

[1] المرقاۃ:۵/۹

ثُمَّ یَنسَاہُ وَ انمَا المُرَاد الَّذِیْ یَقرَأُ القُرْاٰنَ وَ یَعْلَم حلَالَهٗ وَ حَرَامهٗ ثُمَّ ینسَاہ اَی یترُکَه وَ لَا یَعمَل بِمَا فِیْه فَافهم"۔ (۳۸۸/۵)

اس روایت کی شرح کرتے ہوئے مظاہرِ حق میں بھی مولانا قطب الدینؒ نے اسی معنیٰ کو حنفیہ کے ہاں راجح قرار دیا ہے۔ اور بعض حضرات نے تو اس کا مصداق ہی اس شخص کو قرار دیا گیا ہے جو حلال و حرام کا علم جاننے کے باوجود بھی عمل نہ کرے۔ ظاہر ہے اس معنیٰ کے اعتبار سے حافظِ قرآن کی کیا تخصیص؟ غیرِ حافظ بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد یقیناً ایک بہت بڑے مغالطہ کا دفیعہ ہو چکا ہو گا، جس کی وجہ سے بہت سارے مسلمان بالخصوص عورتیں حفظِ قرآن کی سعادت سے محروم رہتی ہیں۔ لہٰذا بعد میں بھول جانے کے خوف سے خود کو حفظِ قرآن کی سعادت سے محروم رکھنا درست نہیں۔ جب حفظ کر لیا تو پڑھتے رہنے کے مواقع بھی مل جائیں گے جن کی نشاندہی اس کتاب میں کی گئی ہے۔[1]

☆☆☆☆

[1] حوالہ: حفظ قرآن عالم بننے کے بعد۔ تالیف مفتی محمد فیصل رشید چنیوٹی۔

باب2

تلاوت قرآن پاک کی فضیلت و آداب

قرآن مجید ایک نظر میں

پہلی وحی

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ [1]

آخری وحی

وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی اللّٰہِ [2]

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ
رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا [3]

مدت نزول

تقریباً ۲۲ سال، ۵ ماہ، ۱۴ دن

---

1 پ ۳۰ سورۃ علق آیت ۱ تا ۵

2 پ ۳ سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۱

3 پ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۳

عمومی تقسیم

پارے:۳۰ منزلیں:۷ سورتیں:۱۱۴

عمومی آیات: ۶۲۳۶ کل رکوع:۵۵۸

کلمات:۸۶۴۳۰ حروف:۳۲۳۷۶۰

قرآن کی تلاوت کی فضیلت

(۱) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

خَیۡرُ کُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ[1]

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(۲) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس شخص کو قرآن کا پڑھنا مجھ سے سوال کرنے اور دعا مانگنے سے روکتا ہے، میں اس کو شکر گزاروں کے ثواب سے بہتر عنایت کرتا ہوں۔[2]

(۳) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تین شخص مشک اسود کے ٹیلوں پر ہوں گے، نہ ان کو خوف ہو گا اور نہ ان سے

---

[1] احیاء العلوم جلد اول مترجم اردو ص ۴۱۳ مصنفہ امام غزالیؒ المولود ۴۵۰ھ المتوفی ۵۰۵ھ۔ مترجم مولانا محمد احسن صدیقی ناتوی، مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔ مزید حوالے: بخاری بروایت عثمان بن عفان

[2] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۳۔ مزید حوالے: ترمذی شریف، ابن شاہین بروایت ابو سعید

حساب لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان کے معاملہ سے فراغت ہو۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے قرآن، اللہ کی رضاجوئی کے لئے پڑھا، اور لوگوں کا امام ہوا اور وہ اس سے خوش رہے۔[1]

(۴) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ

اَهْلُ الْقُرْاٰن اَهْلُ اللّٰه خَاصَه[2]

قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔

(۵) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ (بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) قرآن کو پڑھو کہ تم کو اس کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔[3]

تلاوت قرآن کا ثواب

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت نماز کے اندر کھڑے ہو کر کرے اس کو ہر حرف کے بدلہ سو (۱۰۰) نیکیوں کا ثواب ہو گا۔ اور جو شخص نماز کے اندر بیٹھ کر قرآن پڑھے اس کو ہر

---

1 احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۱۳

2 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۳۔ مزید حوالے: نسائی شریف، ابن ماجہ

3 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۳

حرف پر پچاس (۵۰) نیکیوں کا ثواب ہو گا۔ اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور وضو سے قرآن پڑھے، ہر حرف پر پچیس (۲۵) نیکیوں کا ثواب پائے گا۔ اور اگر بے وضو پڑھے گا تو دس نیکیاں ملیں گی۔[1]

قرآن مجید کے حروف شمار کرنے والوں نے لکھا ہے کہ کل حروف قرآن ۳۲۳۷۶۰ تین لاکھ تیئس ہزار سات سو ساٹھ ہیں۔

قرآن کی تلاوت کرنے پر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس طرح ۱۰ × ۳۲۳۷۶۰ = ۳۲۳۷۶۰۰ بتیس لاکھ سینتیس ہزار چھ سو نیکیاں ایک بار ختم قرآن کرنے پر ملیں گی۔

اگر باوضو تلاوت کی جائے تو ہر حرف پر پچیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس طرح ہر حرف پر ۲۵ نیکیاں ہوں تو ۸۰۹۴۰۰۰ (اسی لاکھ چورانوے ہزار) نیکیاں بنیں۔ نماز میں بیٹھ کر اگر قرآن پڑھا جائے تو ہر حرف پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس طرح ہر حرف پر ۵۰ نیکیاں ہوں تو ۱۶۱۸۸۰۰۰ (ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار) نیکیاں بنیں۔ نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھا جائے تو ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اس طرح ہر حرف پر ۱۰۰ نیکیاں ہوں تو ۳۲۳۷۶۰۰۰ (تین کروڑ تیئس لاکھ چھہتر ہزار) نیکیاں بنیں۔

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۶

رمضان المبارک میں ہر حرف پر ستر (۷۰) گنا ہو تو ۷۰ × ۶۰۰۰ ۷۳۲۳ = ۲۲۶۶۳۲۰۰۰۰ دو ارب چھبیس کروڑ تریسٹھ لاکھ بیس ہزار نماز میں کھڑے ہو کر ایک ختم قرآن پر نیکیاں ملیں گی۔

(۶) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت جنت کا ایک درجہ ہے اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔

(۷) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر کے لوگوں پر وسیع ہو جاتا ہے اور اس کی خیر بہت ہو جاتی ہے اور فرشتے اس میں آتے ہیں اور شیطان اس سے نکل جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا وہ گھر والوں پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس کی خیر کم ہو جاتی ہے اور فرشتے اس میں سے چلے جاتے ہیں اور شیطان آکر موجود ہوتے ہیں۔

(۸) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ الٰہی جن چیزوں سے تقرب کے طالب تیرا قرب حاصل کرتے ہیں، ان میں سے افضل کون سی چیز ہے؟ فرمایا: ”اے احمد! سب سے افضل میرے کلام سے تقرب چاہنا ہے“۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی سمجھنے کے ساتھ یا بدون سمجھے؟ حکم ہوا کہ دونوں طرح سے۔

(۹) محمد بن کعب قرظیؒ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جب آدمی

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ سے سنیں گے تو یہ معلوم ہو گا کہ گویا پہلے کبھی نہ سنا تھا۔

(۱۰) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے حافظ کو چاہیے کہ بادشاہ سے لے کر ادنیٰ شخصوں تک کسی طرف اس کو حاجت نہ ہو، بلکہ خلق کے لوگ اس کے حاجت مند ہونے چاہیں۔[1]

(۱۱) اور ان کا یہ بھی قول ہے کہ جو شخص قرآن کا حافظ ہو وہ اِسلام کا علم بردار ہے۔ اس کو چاہیے کہ لہو لعب اور لغو والوں کے ساتھ ان امور میں مشغول نہ ہو کہ قرآن مجید کی تعظیم اسی بات کو حق چاہتی ہے۔[2]

(۱۲) حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔[3]

(۱۳) عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد قرآن کھول کر سو (۱۰۰) آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو تمام دنیا والوں کے عمل کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے۔[4]

---

[1] احیاء العلوم ۴۱۴

[2] احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۱۴

[3] احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۱۴

[4] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۴

(۱۴) حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ بخدا قرآن سے بڑھ کر کوئی تونگری نہیں اور نہ اس کے بعد کوئی احتیاج۔[1]

(۱۵) حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں، جن سے حافظہ زیادہ ہوتا ہے اور بلغم دور ہوتی ہے: اول مسواک کرنا۔ دوم روزہ رکھنا۔ سوم قرآن پڑھنا۔[2]

تلاوت قرآن پاک کے آداب

غافل اشخاص کی تلاوت کی مذمت

(۱) بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے پھر اور گفتگو اس میں ملا دیتا ہے، پھر پڑھنے لگتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھ کو ہمارے کلام سے کیا علاقہ۔[3]

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ قرآن لوگوں پر اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس کے بموجب عمل کریں۔ لوگوں نے اس کے پڑھنے پڑھانے کو عمل ٹھہرالیا ہے کہ ایک شخص شروع سے آخر تک قرآن پڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک حرف بھی اس سے نہیں رہتا،

---

[1] احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۴۱۴

[2] احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۴۱۴

[3] احیاء العلوم جلد اول ۴۱۵

مگر اس کے بموجب عمل نہیں کرتا۔[1]

(۳) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہماری اتنی عمر ہوئی ہم میں سے کسی کو ایمان قرآن سے بیشتر مرحمت ہوتا تھا کہ جب آنحضرت ﷺ پر سورت نازل ہوتی تھی تو اس سورت کے حلال اور حرام کو سیکھنا اور امر اور زجر سے واقف ہونا اور جس مقام پر توقف چاہیے اس کو جاننا۔ پھر ہم نے ایسے لوگ دیکھے کہ ان میں سے کسی کو قرآن ایمان سے پیشتر ملتا ہے کہ الحمد سے لے کر آخر تک پڑھ جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس میں امر اور زجر کی کون سی آیتیں ہیں۔ توقف کس جا مناسب ہے۔ گھاس سی کاٹتا چلا جاتا ہے۔[2]

(۴) اور توریت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی کہ اگر تو راستہ میں ہوتا ہے اور کسی تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آتا ہے تو راستہ سے کنارہ چل کر بیٹھ جاتا ہے اور خط کو پڑھ کر ایک ایک حرف پڑھتا ہے کہ اس میں سے کوئی مطلب تجھ سے نہیں رہتا۔ اور میں نے جو تجھ پر یہ اپنی کتاب اتاری ہے تو دیکھ تیرے لئے کیسا قول کو مشرح فرمایا اور کس طرح ایک بات کو کئی کئی دفعہ ذکر کیا۔ اس لئے کہ تو اس کے طول اور عرض کو سمجھے گا۔

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۵

[2] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۵

مگر تو اس سے رو گردانی کرتا ہے۔ بھلا میں تیرے نزدیک کسی بھائی سے بھی گیا گزرا کہ اس کے خط کو غور سے پڑھے اور میری کتاب کو بے پروائی سے۔

اے میرے بندے! اگر تیرا کوئی بھائی تیرے پاس آ بیٹھتا ہے تو اس طرف آکر تمام توجہ التفات کر کے ہمہ تن اس کی گفتگو سنتا ہے اور اگر کوئی بول اٹھتا ہے یا کوئی اور کام تجھ کو پیش ہوتا ہے تو تو اس سے اشارہ کر دیتا ہے کہ ٹھہرو۔ اور کیوں میں تیری طرف متوجہ ہوں اور تجھ سے باتیں کرتا ہوں تو اپنے دل سے میری طرف سے رو گرداں۔ کیا میری قدر اپنے نزدیک اپنے بھائی کے برابر بھی نہیں کرتا؟[1]

تلاوت کے آداب

(الف) قرآن کی تلاوت کرنے والا باوضو اور ادب اور وقار کی صورت میں کھڑا ہو یا بیٹھا اور قبلہ رخ گردن جھکائے ہو۔ نہ چار زانوں ہو، نہ تکیہ لگائے، نہ تکبر کی صورت پر بیٹھا ہو۔ اور تنہا اس طرح بیٹھے جیسے استاد کے سامنے بیٹھتے ہیں۔

(ب) اور سب حالتوں سے بہتر یہ ہے کہ قرآن کو نماز کے اندر کھڑا ہو کر مسجد میں پڑھے کہ یہ تلاوت افضل اعمال میں سے ہے۔

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۶

(ج) اگر قرآن مجید کو بے وضو لیٹ کر پڑھے گا تب بھی ثواب ملے گا، لیکن وہ ثواب نہ ہو گا جو وضو کے ساتھ کھڑے ہو کر ہوتا ہے۔

(د) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [1]

ترجمہ: وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اور دھیان کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں۔

اس آیت میں تعریف سب حالتوں کی فرمائی مگر قیام کو اول ذکر فرمایا۔ اس کے بعد قعود کو، اس کے بعد لیٹنے کو۔ [2]

ادب تلاوت قرآن دوم

(الف) بہتر یہ ہے کہ مقدار قرأت میں آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی طرف رجوع کیا جائے کہ:

مَنْ قَرِءَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثُلُثٍ لَمْ يَفْقَهْهُ [3]

جس شخص نے قرآن کو تین روز سے کم پڑھا، اس نے اس کو نہیں سمجھا۔

---

1 پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱
2 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۶
3 اصحاب سنن بروایت ابن عمر

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقدار سے زیادہ پڑھنا کما حقہٗ مانع ہے۔

(ب) اور حضرت عائشہؓ نے جب ایک شخص کو سنا کہ قرآن مجید کو بہت جلد پڑھتا ہے تو فرمایا کہ اس شخص نے نہ تو پڑھا نہ چپکا رہا۔

(ج) آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ ایک ہفتہ میں ایک ختم کیا کرو۔ اور چند اصحاب میں سے ایسا ہی کرتے تھے۔

(د) ایک یہ ہے کہ تیس (۳۰) پاروں میں سے ہر روز ایک پارہ پڑھ کر مہینے میں ایک ختم کریں۔

(ھ) اگر قرآن کے معنٰی میں نہایت غور کرتا ہو تو اس کو ایک مہینہ میں ایک ہی ختم کافی ہے۔ اس نظر سے کہ اس کو مکرر پڑھنے اور معانی سوچنے کی حاجت ہے۔[1]

تلاوت قرآن کا ادب سوم

(الف) تلاوت کی منزلوں کے باب میں کہ جو شخص ہفتہ میں ایک ختم کرے وہ قرآن مجید کی سات منزلیں کرے کہ اصحابؓ نے بھی یہی منازل مقرر فرمائی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ شب جمعہ کو شروع سے لے کر سورۃ مائدہ کے اخیر تک پڑھتے۔ شنبہ کی شب کو سورۃ انعام سے سورۃ ہود تک۔ اور یک شنبہ کی رات کو سورۃ یوسف سے سورۃ

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۷

مریم تک۔ اور دوشنبہ کی شب سورۃ طٰہٰ سے سورۃ قصص تک۔ اور منگل کی رات کو سورۃ عنکبوت سے سورۃ صٓ تک۔ اور بدھ کی رات کو سورۃ زمر سے سورۃ رحمن تک۔ اور جمعرات کی رات کو سورۃ واقعہ سے آخر قرآن مجید تک پڑھتے۔

(ب) حضرت ابن مسعودؓ بھی سات ہی منزلیں کرتے تھے۔[1]

تلاوت قرآن مجید کا ادب چہارم

(الف) اوزاعیؒ یحیٰ بن کثیرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن مصحفوں میں اول صاف تھا۔ پہلے پہل جو نئی بات پیدا ہوئی یہ تھی کہ ب اور ت پر نقطے دیئے اور کہا کہ اس کا مضائقہ نہیں کہ یہ قرآن نور ہے۔

(ب) پھر بعد اس کے آیتوں کی تمامی پر بڑے نقطے "○" ایجاد کئے اور کہا کہ اس کا کچھ مضائقہ نہیں کہ اس سے آیتوں کا سرا معلوم ہوتا ہے۔ پھر بعد اس کے انجام و آغاز کے نشان پیدا ہوئے۔

(ج) ابو بکر بذلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ مصحف میں اعراب لگانے کیسے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن پر اعراب کا کچھ مضائقہ نہیں۔

(د) کہتے ہیں کہ اعراب حجاج بن یوسف کے نکالے ہوئے ہیں۔

---

[1] احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۴۱۸

اس نے قاریوں کو بلوایا۔ سب نے قرآن کے کلمات و حروف گنے اور اس کے حصے برابر کر کے تیس پاروں میں تقسیم کیا اور نصف و ربع وغیرہ تقسیم کی۔

(ھ) لکھنے کے باب میں مستحب ہے کہ قرآن مجید کو خوش خط اور صاف لکھے اور سرخی سے نقطے اور علامتوں کے کرنے کا مضائقہ نہیں کہ اس میں زینت اور توضیح ہے اور پڑھنے والوں کو غلط پڑھنے سے روکنا ہے۔[1]

پنجم قرآن مجید کی تلاوت کا ادب

(الف) قرآن مجید کو اچھی طرح ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے۔ کیوں کہ ہم عنقریب بیان کریں گے کہ قرأت سے مقصود تفکر ہے۔ پس جب اچھی طرح ٹھہر کر پڑھے گا تو تفکر پر مدد ملے گی۔ اور اسی جہت سے حضرت ام سلمہؓ نے جو آنحضرت ﷺ کی قرأت کی صفت بیان کی تو کلمہ کلمہ کو جدا جدا بیان فرمایا۔

(ب) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اگر سورۃ بقرہ اور آل عمران ٹھہر کر پڑھوں اور ان کو سمجھتا جاؤں تو اس سے اچھا جانتا ہوں کہ سب قرآن جلد جلد پڑھ جاؤں۔ اور یہ بھی ان کا ارشاد ہے کہ میں اگر

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۸

''اِذَا زُلْزِلَتِ'' اور ''اَلْقَارِعَۃُ'' سمجھ کر پڑھوں تو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران کو گھسیٹ جاؤں۔

(د) مجاہدؒ (مفسر قرآن) سے کسی نے پوچھا کہ دو شخص نماز میں کھڑے ہوئے اور برابر ہی کھڑے رہے، مگر ایک نے سورۃ بقرہ ہی پڑھی اور دوسرے نے تمام قرآن پڑھا تو ثواب کس کو زیادہ ہوا؟ فرمایا کہ دونوں شخصوں کو برابر ثواب ہوا۔

(ھ) اور یاد رکھنا چاہیے کہ ٹھہر کر پڑھنا صرف اسی لئے مستحب نہیں ہے کہ اس کے معنیٰ ہی سمجھے۔ کیوں کہ اگر عجمی، عربی نہ سمجھتا ہو وہ قرآن کے معنیٰ کیسے سمجھے گا، مگر پڑھنا ٹھہر کر اس کو بھی مستحب ہے۔ اس لئے ٹھہر کر پڑھنے میں توقیر اور حرمت قرآن زیادہ ہے اور جلد پڑھنے کی نسبت اس کا اثر بھی دل پر زیادہ ہوتا ہے۔[1]

دیکھ کر قرآن پڑھنا سات گنا ثواب

امام غزالیؒ لکھتے ہیں: ایک کام میں دس نیتیں ہوں تو اس میں دس ثواب ہوں گے۔

اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ کیوں کہ اس میں آنکھ کا کام اور مصحف کو دیکھنا اور اٹھانا زیادہ ہے۔

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۱۹

اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی زیادہ ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنا سات گنا ثواب رکھتا ہے۔ اس لئے کہ مصحف کا دیکھنا بھی تو عبادت ہے۔

ابو داؤد شریف میں بروایت ابو ہریرہؓ آیا ہے کہ حضرت عثمانؓ اس کثرت سے مصحف میں تلاوت کرتے تھے کہ دو قرآن آپ کے پاس پھٹ گئے تھے۔ اکثر صحابہؓ کا یہی دستور تھا کہ دیکھ کر تلاوت کرتے تھے۔ اور یہ برا سمجھتے تھے کہ کوئی دن ایسا گزرے جس میں مصحف کو نہ دیکھ لیں۔ [1]

ششم قرآن مجید کا ادب

(الف) قرأت کے ساتھ رونا مستحب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”قرآن پڑھو اور گریہ کرو اور اگر رو نہ سکو تو رونی صورت بنالو“۔ [2]

(ب) اور فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ الْقُرْاٰن [3]

نہیں ہے ہم میں سے جو قرآن میں خوش الحانی نہ کرے۔

(ج) صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۲

[2] ابن ماجہ بروایت سعد بن ابی وقاصؓ

[3] بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

خواب میں قرآن مجید پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صالح یہ قرأت ہوئی ہے، رونا کہاں ہے؟[1]

(د) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تم سجدہ اللہ تعالیٰ کا پڑھو تو سجدہ کرنے میں جلدی مت کرو جب تک کہ گریہ نہ کرلو۔ اگر تم میں سے کسی کی آنکھ سے آنسو نہ نکلے تو چاہیے کہ اس کا دل زاری کرے اور یہ رونے کی تدبیر ہے کہ اپنے دل پر حزن موجود کرے کہ رونا غم سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

(ہ) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "قرآن حزن کے ساتھ اُترا ہے، پس جب تم اس کو پڑھو تو حزن کیا کرو"۔

اور حزن کو دل میں موجود کرنے کی یہ صورت ہے کہ قرآن کی تہدید اور وعید اور عہد ومیثاق کو سوچے اور پھر اس کے اوامر ونواہی میں اپنی کوتاہی کو خیال کرے تو اس سے ضرور حزن اور غم آئے گا۔

اگر اس تامل پر بھی صاف دل والوں کی طرح حزن اور گریہ دل میں موجود نہ ہو تو حزن وگریہ کے نہ ہونے کے لئے رودے کہ یہ نہایت بڑی سختی ہے۔[2]

1 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۲
2 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۲

قرآن مجید کی تلاوت کا ادب ہفتم

(الف) آیات کے حقوق کا لحاظ رہے۔ یعنی جب آیت سجدہ پر گزرے تو سجدہ کرے۔ یا دوسرے سے آیت سجدہ سنے تو جس وقت پڑھنے والا سجدہ کرے آپ بھی سجدہ کرے بشرطیکہ طہارت رکھتا ہو۔

(ب) قرآن مجید میں چودہ (۱۴) سجدہ ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ سجدہ تلاوت کا یہ ہے کہ اپنی پیشانی زمین پر لگادے۔ اور کامل سجدہ یہ ہے کہ تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور سجدہ میں ایسی دعا مانگے جو مناسب آیت سجدہ ہو۔ پس مثلاً جب یہ آیت پڑھے:

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ[1]

ترجمہ: اگر گر پڑیں سجدہ کو اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں سے اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

تو سجدہ میں یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ السَّاجِدِيْن توجهك الْمُسَبِّحِيْن بِحَمْدِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ عَنْ اَمْرِكَ اَوْ عَلٰى اَوْلِيَاءِكَ

[1] پ ۲۱ رکوع ۱۴ سورۃ سجدۃ آیت ۱۵

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھ کو اپنی ذات کے لئے سجدہ کرنے والوں میں اور اپنی حمد کے ساتھ پاکی بولنے والوں میں کر دے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں ہوں تیرے امر سے تکبر کرنے والا یا دوستوں پر بڑائی جتانے والا۔

(د) اور جب یہ آیت پڑھے:

وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا

ترجمہ: اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی۔

تو یوں دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْبَاکِیْنَ اِلَیْکَ الْخَاشِعِیْنَ لَکَ

ترجمہ: اے اللہ! تو کر مجھ کو رونے والوں سے اپنے سامنے اور فروتنی کرنے والوں سے تیرے لئے۔[1]

(ھ) اسی طرح ہر سجدہ آیت سجدہ کے موافق سجدہ میں دعا پڑھے۔

(و) اور سجدہ تلاوت میں نماز کی شرطیں شرط ہیں۔ یعنی ستر عورت اور قبلہ رو ہونا۔ اور پاک ہونا۔ کپڑے کا اور بدن کا حدث اور نجاست سے طاہر ہونا۔ اور جو شخص سجدے کے سننے کے وقت طہارت نہ رکھتا

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۰

ہو، وہ جس وقت طہارت کرے اس وقت سجدہ کرے۔[1]

(ز) سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے سجدہ کرے۔ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے۔ سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سر اُٹھائے۔ بس سجدہ تلاوت ہو گیا۔[2]

قرآن مجید کی تلاوت کا ادب ہشتم

(الف) جب تلاوت شروع کرے، اس وقت کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ○ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ○[3]

قل اعوذ برب الناس اور سورۃ الحمد پڑھے۔

(ب) ہر سورت کے تمام ہونے پر کہتا جائے:

صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

(ترجمہ) سچ فرمایا اللہ نے اور پہنچایا اس کو ہم تک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے۔

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنَا بِہٖ وَ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ

---

1 احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۰

2 بہشتی زیور حصہ دوم از مولانا اشرف علی تھانویؒ

3 پ ۱۸ سورۃ المومنون ع ۶ آیت ۹۷ تا ۹۸

(ترجمہ) اے اللہ! تو اس سے ہم کو نفع دے اور اس میں ہمارے لئے برکت کر۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الۡحَیَّ الۡقَیُّوۡمَ

(ترجمہ) سب تعریفیں اللہ کو ہیں کہ پروردگار عالموں کا۔ اور میں بخشش چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ زندہ اور توانا سے۔

(ج) اور اثنائے تلاوت میں جب آیت تسبیح پر گزرے تو سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ کہے۔

اور جب دعا اور استغفار کی آیت آئے تو دعا اور استغفار کرے۔

اور جب آیت رجا آئے اس کی درخواست کرے اور خوف کی آیت پر گزرے تو پناہ مانگے۔

اس سوال و پناہ مانگنے وغیرہ کو زبان سے کہے خواہ دل میں کرے۔

مثلاً یوں کہے:

سُبۡحَانَ اللّٰہِ۔ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنَا

ہم تیری ہی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی۔ اے اللہ ہم پر رحم کر۔

(د) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورہ بقرہ شروع کی تو آپ ﷺ کسی آیت رحمت پر نہ گزرے کہ دعا نہ مانگی ہو۔ اور کسی آیت عذاب پر کہ

پناہ نہ مانگی ہو۔ اور کسی آیت تنزیہ پر کہ سُبۡحَانَ اللّٰہ نہ کہا ہو۔[1]

(ھ) اور جب تلاوت سے فارغ ہو تو دعا پڑھے جو آنحضرت ﷺ ختم کے وقت فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ اِمَامًا وَّ نُوۡرًا وَّ ھُدًی وَّ رَحۡمَۃً۔ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِیۡ مِنۡہُ مَا نَسِیۡتُ وَ عَلِّمۡنِیۡ مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَرۡزُقۡنِیۡ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیۡلِ وَ اٰنَآءَ النَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ حُجَّۃً یَّا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

ترجمہ: اے اللہ! رحم فرما مجھ پر اس قرآن کی برکت سے اور کر دے اس کو میرے لئے امام اور نور اور ہدایت اور رحمت۔ اے اللہ! یاد کرا دے مجھ کو اس سے جو میں بھولا ہوں اور سکھا دے مجھ کو اس میں سے جو مجھ کو معلوم نہیں۔ اور نصیب کر مجھ کو اس کی تلاوت رات کے اوقات میں دن کے اوقات میں۔ اور کر دے تو اس کو میرے لئے حجّت یارب العٰلمین۔[2]

حفاظت قرآن

لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۰

[2] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۰

○فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○[1]

ترجمہ: مت ہلا تو اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان تا کہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ۔ بے شک ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھانا اس کا۔ پس جب پڑھیں اس کو پس پیروی کر ہمارے پڑھنے کی۔

قرآن مجید کی تلاوت کا ادب نہم

(الف) قرأت کا پکار کر پڑھنا، اور اتنا پکار کر پڑھنا تو بے شک ضروری ہے کہ اپنی آواز آپ سنے۔ اس لئے کہ قرأت کے معنٰی ہیں کہ آواز کو حروف سے پارہ پارہ کرے۔ تو آواز کا ہونا ضروری ہے، جس کے ٹکڑے ہو جائیں۔

(ب) اور ادنٰی مرتبہ قرأت کا یہ ہے کہ اپنی قرأت آپ سنے۔ اور اگر خود نہ سنے گا تو ایسی قرأت سے نماز نہ ہو گی۔ اس لئے وہ داخل قرأت نہیں۔[2]

قرآن مجید کی تلاوت کا ادب دہم

(الف) قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا اور قرأت کو سنوار کر ادا کرنا، مگر حروف کو اتنا نہ کھینچے کہ الفاظ بدل جائیں یا ان کے انتظام میں ابتری ہو جائے۔ بلکہ ایک خوبی اور نیت کے ساتھ پڑھے کہ سنت ہے۔

---

[1] پ۲۹: رکوع ۱۷ سورہ قیامت

[2] مسند ابو منصور فلفر بن حسین۔ احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۱

چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ

زَيِّنُوا الْقُرْاٰن بِاَصْوَاتِكُمْ[1]

قرآن کو آراستہ کرو اپنی آوازوں سے۔[2]

(ب) آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

آہستہ پڑھنے کی فضیلت پکار کر پڑھنے پر اتنی ہے جتنی خفیہ صدقہ دینے کی علانیہ خیرات کرنے پر ہے۔

(ج) ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھنے والا ایسا ہے جیسے علانیہ صدقہ دینے والا ہے اور اس کو آہستہ پڑھنے والا ایسا ہے جیسے خفیہ خیرات کرنے والا۔

(د) ایک حدیث عام ارشاد ہے کہ خفیہ عمل علانیہ عمل سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے: ''خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ'' بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔[3]

تلاوت قرآن اور عظمت قرآن

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں: بعض

---

[1] ابوداؤد و نسائی۔ وحاکم بروایت براء بن عاذب

[2] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۲

[3] مسند احمد، ابن حبان، بیہقی، احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۲۱

عارفوں نے اس عظمت کو اس طرح تعبیر کیا ہے کہ کلام الٰہی میں سے لوحِ محفوظ میں ہر حرف کوہ قاف سے بڑا ہے اور سب فرشتے اگر اس بات پر متفق ہوں کہ اس کے ایک حرف کو اُٹھائیں تو ان کو اس کی طاقت نہ ہو۔ یہاں تک کہ اسرافیل علیہ السلام جو لوحِ محفوظ کے فرشتے ہیں، آکر اُٹھالیتے ہیں۔ اور ان کا اُٹھانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، نہ کہ ان کے زورِ طاقت سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے اُٹھانے کی طاقت دے دی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی مہربانی خلق پر کتنی ہے کہ جو کلام کہ اس کی صفت قدیم ہے اور اس کی ذات کے ساتھ قائم تھا، اس کے معانی کو خلق کی سمجھ میں پہنچادیا۔ اور وہ صفت حروف و اصوات کے پیچ میں پڑ کر کس طرح خلق کو ظاہر ہوئی۔ حالانکہ حروف و اصوات بشر کے صفات ہیں، لیکن چونکہ بشر کو طاقت نہیں کہ بدوں ذریعہ اپنے صفات نفس کے اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھ سکے۔ اس لئے حروف و اصوات کے پیرایہ میں اس صفت کو کر دیا۔ اگر بالفرض کلام الٰہی کے کنہ جلالِ حروف کے پیرایہ میں چھپی نہ ہوتی تو عرش بھی اس کلام کے سننے پر نہ ٹھہرتا، نہ خاک کو تاب اس کے سننے کی ہوتی۔ بلکہ اس کی عظمت اور اشعہ نور سے عرش فرش تک سب متفرق ہو جاتے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ثابت نہ رکھتا تو ان کو اس

کے کلام کے سننے کی تاب نہ ہوتی۔ جیسے پہاڑ کو اس کی ادنیٰ تجلی کی طاقت نہ ہوئی اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔[1]

عظمت قرآن

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ[2]

ترجمہ: اگر اتارتے ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو دیکھتا تو اس کو دب جانے والا، پھٹ جانے والا، اللہ کے ڈر سے اور یہ مثالیں بیان کرتے ہیں ہم ان کو لوگوں کے لئے تاکہ وہ سوچیں۔

(۳) محمد بن کعب قرشی کہتے ہیں کہ:

جس شخص کو قرآن پہنچا تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام کیا۔ اور تلاوت کرنے والا جب اپنے آپ کو مخاطب سمجھے تو اپنا عمل صرف سرسری پڑھ لینا مقرر نہ کرے۔ بلکہ اس کو اس طرح پڑھے جیسے غلام اپنے آقا کا پروانہ پڑھے۔ جس میں اس نے لکھا ہو کہ اس کو سوچ سمجھ کر اس کے بموجب کاربند ہونا۔[3]

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۲۱

[2] پ ۲۸: رکوع ۶ سورۃ حشر

[3] احیاء العلوم ج اول باب ہشتم ص ۴۳۲

(۴) اور اسی جہت سے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ قرآن ہمارے رب کی طرف سے خطوطِ عہد وپیمان کے ساتھ آئے ہیں کہ ان کو نماز میں ہم سمجھیں اور تنہائیوں میں ان پر واقف ہوں۔ اور طاعات میں ان کی تعمیل کریں۔

(۵) غرض کہ بندہ کا تلاوت سے متاثر ہونا یہ ہے کہ جو آیت پڑھے اس کی صفت کے ساتھ موصوف ہو جائے۔[1]

(٦) قاری کو تلاوت قرآن کے شروع کرنے کے وقت اپنے دل میں کلام الٰہی کی عظمت ظاہر کرنی چاہیے۔ اور یہ جانے کہ جو کچھ میں پڑھتا ہوں یہ آدمی کا کلام نہیں۔ اور یہ کہ کلام مجید کی تلاوت میں بہت ساخطرہ ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ۔ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ[2]

ترجمہ: تحقیق یہ البتہ قرآن ہے بزرگ۔ کتاب چھپی ہوئی میں۔ اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک رہتے ہیں۔ اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے۔

اور جس طرح کہ ظاہر جلد قرآن کی اور اس کے ورق اس بات سے

[1] احیاء العلوم جلد اول باب ہشتم ص ۴۴۳
[2] پ ۲۷:ع ۱۵ اسورۃ واقعہ

محفوظ ہیں کہ آدمی کی جلد بدون طہارت اس کو لگے۔ اسی طرح اس کے اندر کے معنٰی بھی بباعث اس کی عزت و بزرگی کے دل کے اندر بدوں ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونے کے اور نور عظیم و توقیر سے منور ہونے کے نہیں آسکتے۔

اور جس طرح ہر ایک ہاتھ جلد مصحف کے چھونے کا شایان نہیں، اسی طرح اس کے حروف کی تلاوت کی بھی ہر ایک زبان لیاقت نہیں رکھتی۔ اور نہ ہر ایک دل کو اس کے معانی کے حاصل کرنے کی قابلیت۔

(۷) حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل جب قرآن مجید کو کھولتے تو (بعض دفعہ) بے ہوش ہو جاتے۔ اور کہتے کہ یہ کلام میرے پروردگار کا ہے۔ یہ کلام میرے رب کا ہے۔[1]

خلاصہ یہ کہ کلام کی عظمت سے متکلم کی عظمت ہوتی ہے۔ اور متکلم کی عظمت دل میں نہیں آتی جب تک کہ اس کی صفات اور بزرگی اور افعال میں فکر نہ کریں۔ پس جب کہ قاری کے دِل میں عرش اور کرسی اور آسمان اور زمین اور اس کے درمیان کی چیزیں یعنی جن اور انسان اور حیوانات اور درخت آئیں اور یہ جانے کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور ان پر قدرت رکھنے والا اور ان کو روزی دینے والا واحد یکتا ہے اور سب

---

[1] احیاء العلوم جلد اول ص ۴۴۳

کے سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور اس کے فضل رحمت اور عذاب و سطوت میں متر دد ہیں۔ اگر وہ انعام کرے گا تو اپنے فضل سے اور اگر عذاب کرے گا تو اپنے عدل سے۔ اور اسی کا یہ ارشاد ہے کہ یہ لوگ بہشت کے لئے ہیں اور مجھ کو پرواہ نہیں۔ اور یہ لوگ دوزخ کے واسطے ہیں اور مجھ کو پرواہ نہیں۔ اور یہ نہایت عظمت اور بزرگی ہے کہ کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔

تو ایسی باتوں کے سوچنے سے متکلم کی عظمت دل میں آتی ہے۔ پھر کلام کی تعظیم اس میں جاگزیں ہوتی ہے۔[1]

(۸) قرآن میں ہر خطاب میں فرض کرے کہ میں ہی مقصود ہوں۔ یعنی اگر امر و نہی سُنے تو فرض کرے کہ حکم مجھ کو ہوا ہے۔ اور مجھی کو منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح وعدہ اور وعید سنے، ان کو اپنے حق میں فرض کرے۔ اور اگر پہلے لوگوں اور انبیاء کے قصے سنے تو جانے کہ قصے مقصود نہیں بلکہ ان سے عبرت حاصل کرنی منظور ہے۔ اور یہ غرض ہے کہ ان کے درمیان میں جو کچھ اپنی حاجت کی بات ہو اس کو اختیار کر لینا چاہیے۔[2]

(۹) قرآن مجید کے جتنے قصے ہیں، ان کے مضامین میں سے کچھ نہ

---

[1] احیاء العلوم جلد اول باب ہشتم ص ۴۲۶

[2] احیاء العلوم جلد اول باب ہشتم ص ۴۳۱

کچھ فائدہ آنحضرت ﷺ اور ان کی امت کے حق میں ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ○ [1]

ترجمہ: جس کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے۔

تو تلاوت کرنے والے کو فرض کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو نبیوں کا حال اور ایذا پر ان کا صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے انتظار میں دین پر جمے رہنا، بیان فرمایا ہے، اس سے ہمارے دل کو ثابت رکھنا چاہتا ہے۔

(۱۰) قرآن مجید خاص آنحضرت ﷺ ہی کے لئے نہیں اترا بلکہ وہ تمام عالموں (جہانوں) کے لئے شفاء اور ہدایت اور نور اور رحمت ہے۔ اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو نعمت کتاب کا شکر کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ

---

[1] سورہ ہود آیت ۱۲۰

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [1] ○

ترجمہ: اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں اُن کو یاد کرو اور اُس کتاب اور حکمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو اُن کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

اور فرمایا:

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: اور تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اس میں تمہاری نصیحت موجود ہے۔ کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔ [2]

اور فرمایا:

وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [3] ○

ترجمہ: اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں تاکہ وہ فکر کیا کریں۔

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۳۱
[2] سورہ انبیاء آیت ۱۰
[3] سورہ النحل آیت ۴۴

فضائل تلاوتِ قرآن مجید

سورہ یٰسین (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص سورہ یٰسین کو شروع دِن میں پڑھے، اس کی تمام دِن کی حوائج پوری ہو جائیں گی۔[1]

(۲) جو شخص سورہ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس کے لئے دس قرآن کا ثواب لکھتا ہے۔

(۳) عمر بن میمون کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد قرآن کھول کر سو (۱۰۰) آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو تمام دُنیا والوں کے عمل کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے۔[2]

سورہ زاریات دو بار پڑھنے سے ایک قرآن کا ثواب

جس کسی نے سورہ زاریات پڑھی تو یہ اس کے لئے نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ عادیات پڑھنے کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہے۔[3]

آیت الکرسی چار بار پڑھنے سے ایک قرآن کا ثواب

آیۃ الکرسی ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

---

1 رواہ الدارمی

2 احیاء العلوم جلد اول باب ہشتم ص ۱۴

3 تفسیر دُرّ منثور ج ۶، رواہ ابو عبیدہ بحوالہ تفسیر مواہب الرحمن

جس نے سورہ الکافرون پڑھی تو یہ اس کے لئے چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ نصر ایک بار پڑھنے سے چوتھائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے۔[1]

سورہ فاتحہ تین بار پڑھنے سے ایک قرآن کا ثواب

سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ثلث قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ اور سورہ اخلاص ایک بار پڑھنے کا ثواب بھی تہائی قرآن کے برابر ہوتا ہے۔[2]

سورہ دخان

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص سورہ دخان پڑھے تو اس حال میں صبح کرے گا کہ ستر ہزار فرشتے مغفرت چاہتے ہوں گے۔

- (۲) حدیث میں ہے کہ جو شب جمعہ کو سورۃ دخان کی تلاوت کرنے والے کی مغفرت کی جائے گی۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

سورہ کہف

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جو شخص سورہ کہف پڑھے اس کے لیے اس جمعہ سے اُس جمعہ تک ایک نور

---

1 تفسیر دُرّ منثور ج۶، مسند احمد، ترمذی شریف ج۲ ص ۱۱۷

2 تفسیر دُرّ منثور ج۶، بخاری شریف ج۳، مسلم شریف ج۱، رواہ عبداللہ بن عباس بحوالہ تفسیر مظہری

روشن رہے گا۔ (دارمی شریف عن ابی سعید)

- (۲) دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات میں سورہ کہف پڑھے گا اس کے لیے اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان نور روشن رہے گا۔
- (۳) جو شخص اس کی آخری آیتیں پڑھے پھر دجال ظاہر ہو جائے تو اس پر قابو نہیں پائے گا۔ (سنائی حاکم عن ابی سعید)

دُعائے قوتِ حافظہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ بھی آگئے اور آکر عرض کرنے لگے کہ (یارسول اللہ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں قرآن پاک میرے سینے سے نکلا جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: اے ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جن کے ذریعہ اللہ تمہیں بھی نفع دے گا اور جنہیں تم وہ کلمات سکھاؤ گے انہیں بھی نفع دے گا اور جو تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں محفوظ رہے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ضرور سکھلا دیجئے۔

چنانچہ آپ نے مجھے بتلایا کہ جب شب جمعہ آئے اور تم رات کے آخری تہائی حصے میں اُٹھ سکو تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے۔

اس وقت کے انتظار میں میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا:

فَسَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي

(عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا۔)

آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ شب جمعہ آنے دو پھر استغفار کروں گا۔[1]

اگر اس وقت جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو شروع رات ہی میں کھڑے ہو کر چار رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ یٰسین پڑھو، دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ دخان پڑھو، تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الٓمٓ سجدہ پڑھو اور چوتھی رکعت میں سورۃ

---

[1] التفسیر المظہری ج ۵ ص ۲۰۰

الفاتحہ کے بعد سورۃ الملک پڑھو۔

جب التحیات سے فارغ ہو جاؤ تو اول حق تعالی شانہ کی خوب خوب حمد و ثنا کرو، پھر مجھ پر اور تمام انبیاء کرام پر درود بھیجو، پھر تمام مومن مرد و عورت کے لیے نیز اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے جو مر چکے ہیں استغفار کرو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِيْ، وَارْحَمْنِيْ أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ أَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَارْزُقْنِيْ أَنْ أَقْرَأَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ أَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ

بَصَرِيْ، وَأَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ، وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ، وَأَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ، وَأَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ؛ فَإِنَّهُ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ، وَلَا يُؤْتِيْهِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

اے اللہ العالمین! مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ رہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بیکار چیزوں میں کلفت نہ اُٹھاؤں اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما۔ اے اللہ! اے زمین و آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے! اے عظمت اور بزرگی والے! اور اُس غلبہ باعزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ! اے رحمن! میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تونے اپنی کلام پاک مجھے سکھا دی اسی طرح اس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کر دے اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاوے۔ اے اللہ! زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے! اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے

حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ! اے رحمن! میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور میری زبان کو اس پر جاری کر دے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھو دے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کر سکتا اور گناہوں سے بچنے اور عبادت پر قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؓ (علیؓ): اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرو۔ اللہ کے حکم سے دُعا ضرور قبول ہو گی۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو پانچ یا سات جمعے ہی گزرے ہوں گے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اسی جیسی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآن پاک میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے۔ اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اُس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی اور اب

احادیث سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں چھوٹتا۔

آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! ابو الحسنؓ (علیؓ) مومن ہے۔[1]

(ماخوذ "ماہنامہ انوارِ مدینہ" مئی ۲۰۲۳ء ص ۵۵ تا ۵۷)

اللہ تعالیٰ اپنی رضا عطا فرمائیں اور سب مسلمانوں کو اس پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔ آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الکَرِیمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمْ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

عبدالوحید الحنفی چکوال

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ ۲ اپریل ۲۰۲۳ء بروز اتوار

☆☆☆☆

[1] جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷ طبع ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۶۱

صداقت اہلسنّت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات



ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وزٹ کریں:
www.alhanfi.com